مرثیہ: ۲۶

درحال حضرت امام حسین علیہ السلام

مطلع

ہر ماہ کو بے مہریٔ دُنیا سے گِلہ ہے

تعدادِ بند: ۹۳

غازی آباد-- ۱۱۔اکتوبر ۱۹۱۴ء

www.emarsiya.com

۱

ہر ماہ کو بے مہریِ دُنیا سے گِلا ہے　　سوزش کی بلا میں ہے اگر بوئے وِلا ہے
پھولوں سے بسا تھا جو مکاں خود وہ کِھلا ہے　　بخشے یہاں خلعت تو کفن اُس کا صلا ہے
جو خار ہیں دُنیا میں یہ باغ اُن کے لئے ہے
جو ماہ ہیں کامل یہاں داغ اُن کے لئے ہے

۲

کچھ سیم بدن ہیں، انہیں زیور نہیں پیدا　　کچھ غنچہ دہن ہیں، کہ اُنہیں زر نہیں پیدا
ہر فن میں جو ہیں طاق، انہیں گوہر نہیں پیدا　　جز فرشِ زمیں، خاک بھی بستر نہیں پیدا
جو سروِرواں تھے وہ ندامت سے گڑے ہیں
مسند پہ جو رہتے تھے وہ تکفیں میں پڑے ہیں

۳

شاہی کو ثبات اور نہ گدائی کو بقا ہے　　پر یادِ بقا، خاک کا سر پر طبقہ ہے
افسر جسے روزی ہے زمیں کا نفقہ ہے　　کاہش کو کہاں درد، کہ یہ ماہ لقا ہے
کچھ پاسِ جوانی نہیں کمبخت اجل کو
یہ تاک کے لیتی ہے اُبھرتے ہوئے پھل کو

۴

ہر صور کا دم موت نے کھینچا صفتِ مد　　ہنگامِ سفر خواب ہوئی شادیِ آمد
لمبے ہوئے خوش قد بھی، اکڑ کے سوئے مرقد　　قبر اُن کی شکستہ ہوئی، خوش خط تھے جو بے حد
ہر نام مٹا ہے کہ نشاں تھا کفِ پا کا
جو ہر تھے ہمایوں وہ اذوقہ ہیں ہُما کا

۵

شاہوں کے یہ ساماں یہ حشم بھی نہ رہیں گے　　بُلبُل پہ گلوں کے یہ ستم بھی نہ رہیں گے
شادی رہے یک سو یہاں غم بھی نہ رہیں گے　　غم بھی نہ رہیں گے کبھی ہم بھی نہ رہیں گے
شبنم کی روش دیکھے، یہ ساماں یہاں آکے
روتے ہوئے آئے، گئے اوروں کو رُلا کے

www.emarsiya.com

٦

گویا ہے یہ فرمانِ وزیرِ شہِ لولاک   عبرت کا محل ہے تمھیں جانا ہے تہِ خاک
اے اہلِ محل اَوجِ مکاں پر ہو فرح ناک   ہر صبح منادی ہے فرشتہ تہِ افلاک
ہرکس و محل بیخ اُکھڑنے کو بنا ہو
------------اُجڑنے کو بنا ہو   ٧

کتنے ہیں کہ آرامِ وطن بھی نہیں پاتے   کچھ آتے ہی جاتے ہیں محن بھی نہیں پاتے
کچھ مُہلتِ گفتار و سخن بھی نہیں پاتے   اکثر ہیں کہ مرنے پہ کفن بھی نہیں پاتے
اس خاک پہ کتنے فقط آئے ہیں پئے چرخ
گرخاک میں مل جائیں تو مٹی بھی نہ دے چرخ   ٨

اے فکرِ رسا ہمسرِ ایوانِ سخن ہو   اے طبعِ رواں خضرِ بیابانِ سخن ہو
اے مصرعِ نَو یوسفِؑ کنعانِ سخن ہو   اے کبکِ قلم بُلبُلِ بُستانِ سخن ہو
ہو شورِ ثنا بُلبُلِ سدرہ کی زباں پر
داوٗدؑ بھی تحسین کریں حُسنِ بیاں پر   ٩

میں اُس کا ثنا خواں ہوں جو خود علم کا ہے در   اُس بحر کا قطرہ ہوں جو ہے آب میں کوثر
اُس ماہ کا تارا ہوں جو ہے عرش کا اختر   دم بھرتا ہوں اُس دم کا ہے جو نفسِ پیمبرؐ
دخل اپنے عقیدے میں نہیں شرک و ریا کا
سو جان سے بندہ ہوں نُصیری کے خدا کا   ١٠

اے شیرِ خدا داد طلب ہے یہ جگر ریش   آمادہ ہیں اب نیش زنی کے لئے بدکیش
یہ معرکہ ہو فتح کہ تشدید ہے در پیش   طُرفہ ہے، ہُنر عیب سمجھتے ہیں بد اندیش
ساکن ہوں نجف میں یہی اب مدِّ نظر ہے
تشویش کرو رفع کہ دل زیر و زبر ہے

www.emarsiya.com

۱۱

جو صاحبِ انصاف ہیں اُن سے ہے یہ شکوا   کی قدر مری اور نہ ہُنر کو مرے دیکھا
راحت ہے یہاں کم مجھے اور رنج زیادا   پچھتائیں گے جس وقت میں عالم میں نہ ہوں گا
پائیں گے نہ ایسا کوئی اب فرد جہاں میں
۱۲ میں قافلۂ رفتہ کی ہوں گرد جہاں میں

ہم مدح سراجب سے ہوئے ناک میں دم ہے   کہتا نہیں کوئی کہ یہ نایاب رقم ہے
پھر حرف زنی اُس پہ ہے یہ اور ستم ہے   انصاف نہیں اہلِ نظر کرتے یہ غم ہے
اِک لفظ بھی مجلس میں ثنا کا نہیں کہتے
۱۳ اچھا بھی کہے کوئی تو اچھا نہیں کہتے

اِس چرخِ ستمگار کو کچھ ظلم کی خو ہے   ہر عاشقِ جانباز کا یہ دل سے عدو ہے
حیران و پریشان ہر اِک آئینہ رُو ہے   ہر گُل کو پئے چاکِ جگر فکرِ رفو ہے
شکوہ نہیں ہم پر جو فلک رنج کے توڑے
۱۴ خاصانِ خدا اِس کے ستم سے تو نہ چھوٹے

آدم کے لئے خار جدائی جناں ہے   لُکنت کو بھی موسیٰؑ کا بیاں نوکِ زباں ہے
یعقوبؑ کی پُتلی غمِ یوسفؑ میں کنواں ہے   یحییٰؑ کا لہو چاہ کی چشموں سے رواں ہے
دل تذکرۂ صدمۂ ایوبؑ سے شق ہو
۱۵ پر ذکرِ خلیلؑ آگ لگائے وہ قلق ہو

کس رنگ سے روضے میں رقم ہے یہ روایت   کیا خلق میں بانئ حرم کی ہوئی حُرمت
اِک رات کو تھے زیب دہِ بسترِ راحت   سوتا وہ ہوا دولتِ بیداریِ قسمت
الہام ہوا نذر میں دو نورِ نظر کو
اللہ پہ قربان کرو لختِ جگر کو

www.emarsiya.com

۱۶
عاشق کو بشارت ہوا وہ نور کا فرماں   پھر کوششِ ہمّت ہوئی اور جوششِ عرفاں
ظاہر کیا فرزند سے وہ مژدۂ پنہاں   قربانِ خدا ہوتے ہو میں آپ کے قرباں
وہ بولے سر آنکھوں پہ اگر اُس کا پیام آئے
قربان کی وہ جان جو خالق کے نہ کام آئے

۱۷
باہر سے محل میں گیا یہ مژدۂ رنگیں   زوجہ سے کہا لال کو دو خلعتِ تحسیں
زُلفیں یہ سنوارو کہ ہر اِک چیں ہو بلا چیں   ہو آئینہ رُخ صورتِ آئینہ خوش آئیں
سُرمے سے نہ محروم رکھو نورِ نظر کو
نوشاہ بنادو مرے ناشاد پسر کو

۱۸
سُن سُن کے یہ فرمان ہوئی زوجہ مخاطب   ٹھہری کہاں شادی جو یہ سامان ہے صاحب
فرمایا کہ خوشنودئ محبوب ہے واجب   سوچو تو ذرا ردِّ ضیافت ہے مُناسب
اِک دوست نے بندے پہ یہ احسان کیا ہے
قربان میں اِن کے اِنہیں مہمان کیا ہے

۱۹
یہ ہجر ہوا ہاجرۂ نیک کو آفت   فرزند کے جانے کو سُنا ہائے مُصیبت
گہہ نالہ، گہے غش، گہے ماتم، گہے رقّت   کہرام پہ کہرام قیامت پہ قیامت
اے مومنیں صد آفریں باتو کے جگر کو
کس شان سے مرنے کے لئے بھیجا پسر کو

۲۰
واں ہاجرہؑ بیٹے کو کھلائے رُطبِ تر   اور تیسرے فاقے سے ہو یاں شاہؑ کا دلبر
جُز خونِ جگر کچھ نہ مُہیّا نہ میسّر   اور اُس پہ غضب پیاس سے بسمل علی اصغرؑ
واں ہاجرہ کو پھولوں کا سہرا نظر آیا
یاں خوں میں بھرا چاند سا چہرا نظر آیا

www.emarsiya.com

۲۱

پر حکمِ پیمبرؐ کا جو بے آس کو تھا پاس نہلانے لگے اپنے گُلِ تر کو بصد یاس
بدرہ ہوا مہتابِ فلک مہرِ مبیں طاس سر دھویا تو چلّائے ملک لائے خدا راس
شملہ پہ بلا گرد تھا اقبال قمر کا
۲۲ خورشید کا تکمہ تھا گریبانِ سحر کا

سینے سے لگا کر کہا اماں ترے قرباں کچھ بوئے فراق آتی ہے تن سے ترے اِس آں
فرزندِ جگر بند نے کی عرض کہ اماں صبر آپ کو لازم ہے نہ جاں کیجئے ہلکاں
فدوی کا کہیں خون بہا دیتا ہے کوئی
۲۳ مہمان کو تکلیف بھلا دیتا ہے کوئی

انصاف سے بتلائیں مجھے صاحبِ ایماں ایسی بھی زمانے میں ہوئی خاطرِ مہماں
پیاسے کی ضیافت کو مہیا ہیں یہ ساماں شمشیروں کے پھل آبِ دمِ خنجرِ برّاں
غربت میں مسافر کو یہ راحت نہ ہوئی تھی
۲۴ ایسی کسی مہماں کی ضیافت نہ ہوئی تھی

القصہ خلیل الفتِ حق میں ہوئے بیتاب زوجہ سے کہا لایئے اِک کاردِ پُر آب
بندش کو رسن بھی ہو کہ عالم پہ کھلے خواب بیتاب ہوئی وہ صفتِ ماہیِ بے آب
چلّائی کہ حیرت میں یہ ناکام ہے صاحب
۲۵ مہمانی میں اِن چیزوں کا کیا کام ہے صاحب

وہ بولے کہ شاید ہو کہیں ذبح کی حاجت حیرت تھی کہ سکتہ ہوا آئینہ کی صورت
آخر کیا فرزندِ جگر بند کو رخصت پر سلسلہ جُنباں ہوا یاں شوقِ شہادت
کس شوق سے بیٹے نے کہا اپنے پدر سے
اب چشمِ تماشہ نہ رکھو نورِ نظر سے

www.emarsiya.com

۲۶

حسرت ہے کہ گردن سے کہیں خون ہو جاری   جاں تن سے رواں ہوئے پئے خالقِ باری
عاشق کے لئے عیش ہے سختی ہو کہ خواری   واجب ہو ملائک پہ مری تعزیہ داری
حق نے کہا حصہ ہے یہ خالق کے ولی کا
ماتم ہے فرشتوں کے لئے ابنِ علیؑ کا   ۲۷

پھر بولے خلیل اے مرے آرامِ دل و جاں   لو کرتے ہیں تم کو رہِ معبود میں قرباں
کر لیجے وصیت کہ نہ باقی رہے ارماں   وہ بولے کہ ہاں کہنا ہے کچھ اے شہِ ذیشاں
گھر پر مرے ہمجولیوں کے جائیو بابا
ہر دوست سے مجرا مرا کہہ آئیو بابا   ۲۸

کہنا مری جانب سے یہ ہر یار کو پیغام   بندے نے جو صہبائے شہادت کا پیا جام
مرتے ہوئے یاد آگئے وہ عشرت و آرام   وہ کھیل وہ یاروں کا تماشا سحر و شام
اب قبر میں بھی شاد ہمیں کیجیو یارو
اور کھیل میں بھی یاد ہمیں کیجیو یارو   ۲۹

پر سخت ہے اکبر کی وصیت کا فسانہ   چلتے ہوئے رو رو کے یہ بانو کو سنانا
اے والدہ جب تم سوئے یثرب ہو روانہ   سارے مرے ہمجولیوں کو پاس بلانا
کہنا کہ مرے حق کو ادا کیجیو پیارو
پانی پہ مرا فاتحہ تم دیجیو پیارو   ۳۰

کہنا کہ مری تشنہ دہانی کو نہ بھولیں   جب نذر کا ساماں کریں پانی کو نہ بھولیں
درد و قلقِ احمدِؐ ثانی کو نہ بھولیں   بن بیاہے کی حسرت کو جوانی کو نہ بھولیں
شادی کے عوض میری عزا کیجیو پیارو
مجلس مرے ماتم کی بپا کیجیو پیارو

www.emarsiya.com

۳۱

صغرا کے تصور میں کبھی رو کے سناتے   فرصت جو اجل دیتی تمھیں لینے کو آتے
پر ہائے قریں ہم تمھیں اس دم نہیں پاتے   تم پاس اگر ہوتیں تو حال اپنا دکھاتے
تم تپ میں گرفتار ہو یاں دردِ جگر ہے
کیا ہم پہ گزرتی ہے یہ کیا تم کو خبر ہے ۳۲

فارغ جو وصیت سے ہوا ہاجرہ کا لال   چاہا یہ پدر نے کہ کریں خوں سے زمیں لال
الفت کے تقاضے سے مگر غیر ہوا حال   دیکھا نہ گیا باندھ لیا آنکھوں پہ رومال
کھٹکا تھا کہ تڑپیں گے یہ اندوہ و محن سے
فرزندِ جگر بند کو باندھا تھا رسن سے ۳۳

پر واہ رے صبرِ پسرِ فاتحِ خیبر   دیکھا کئے آنکھوں سے تڑپتے رہے اکبرؑ
ہونٹوں پہ زباں، دل میں سناں، تیر جبیں پر   ہاتھوں پہ رہی لاشِ پسر شکر سے لب تر
کہنے کو تو ایوبؑ نے بھی صبر کیا ہے
شبیرؑ سا صابر کوئی ہوگا نہ ہوا ہے ۳۴

ایوبؑ کو پھر حق نے دکھائی وہی فرحت   اِک دم میں شفا پائی حدیثوں سے ہے صحت
زندہ ہوا فرزند پھرا موسمِ راحت   پر حال پہ شہؑ کے ہے یہ گردوں سے شکایت
ایسا کوئی گھر خلق میں برباد نہ ہو گا
ویراں کیا ایسا کہ پھر آباد نہ ہوگا ۳۵

لکھا ہے یہ ذبحِ پسرِ ہاجرہ کا حال   گردن پہ چھری رکھتے ہی دل ہو گیا پامال
چکرائی زمیں چرخ کا سینہ ہوا غربال   دُنبہ لئے حاضر ہوئے جبریلِ خوش اقبال
شہزادے کے بچنے کی ہوئی عید جہاں میں
ہفتوں رہا نوروز کا دن ہشت جناں میں

www.emarsiya.com

۳۶
ذبح پسرِ فاطمہؑ کا حال ہے جانکاہ جب قتل کے میداں میں گیا ابنِ یداللہ
لاکھوں تبر و تیر تھے اور اک جگر آہ دلسوز فقط دھوپ تھی اور لُو تھی ہوا خواہ
کہتا تھا کہ اے ناریو پابندِ محن ہوں
سیّد ہوں، نبی زادہ ہوں، آوارہ وطن ہوں

۳۷
میں وہ ہوں جسے دوش پہ احمدؐ نے چڑھایا میں وہ ہوں جسے عرش پہ خالق نے بلایا
قرآن کا حامل مرے لینے کو خود آیا جب پاؤں نہ تھے مرتبہ معراج کا پایا
کھیلا ہوں سدا بال و پرِ روحِ امیں پر
میں گھٹنیوں بچپن میں چلا عرشِ بریں پر

۳۸
کچھ بھی نہ سہی صاحبِ ایمان تو ہوں میں اِس پر نہیں قائل ہو تو انسان تو ہوں میں
سیّد نہ کہو خیر مسلمان تو ہوں میں اے بھائیو تم لوگوں کا مہمان تو ہوں میں
مظلوموں کی فریاد و بُکا سے نہیں ڈرتے
کس طرح کے بندے ہو، خُدا سے نہیں ڈرتے

۳۹
کس طرح کا منحوس ہے اُو سعد کے فرزند کُھلتا نہیں کچھ کیوں ہوا تُو کُفر کا پابند
رے کی جو ملے ملک، تجھے شام سے دہ چند گر ہم کو دیا غم تو نہ ہوگا کبھی خُرسند
قبلے سے کبھی منہ کو پھرانا نہیں اچھا
یہ جان لے سیّد کا ستانا نہیں اچھا

۴۰
آگاہ ہے خالق کہ خطا وار نہیں میں اِس ظلم کا بے جُرم سزاوار نہیں میں
لے تو ہی بتا سیّدِ ابرارؐ نہیں میں لختِ جگرِ احمدؐ مختار نہیں میں
کیوں بھول گیا قولِ شہنشاہِ عربؐ کو
کیا کہہ گئے تھے آل کو اور مصحفِ رب کو

www.emarsiya.com

۴۱

کیا عمرِ دو روزہ پہ گماں موت ہے اِک دن آخر ہے اجل لاکھ برس کا ہو اگر سِن
خود خلق سے راہی ہوئے شاہِ بشر و جن دنیا میں فقط نام بِکو رہ گیا لیکن
زینت کو نہ دولت کو نہ آرام کو سوچے
۴۲ اوّل یہ عبادت ہے کہ انجام کو سوچے

محشر ہے گُزر حشر کے میداں میں بشر کا تُو کیا ہے رسولوں کا بھی وہ وقت ہے ڈر کا
یہ حشر میں عالم ہے رسولوں کے جگر کا نام اپنا یہ سمجھیں گے کہ ہے نام پسر کا
نفسی کا سبق ہوئے گا ہر ایک نبی کو
۴۳ اُمّت کا فقط دھیان رسولِ عربیؐ کو

وہ گرمیِ خورشید کہ العظمتُ لِلّٰہ دوزخ کا وہ غصہ وہ حرارت وہ پھکن آہ
وہ توڑ کے زنجیریں تمھیں گھیرنا ناگاہ اُس وقت کہاں پاؤ گے دلسوز و ہوا خواہ
جن شخصوں کے دم نکلیں گے حیدرؑ کی وِلا میں
۴۴ خاتونِ قیامت اُنہیں ڈھانپیں گی رِدا میں

او موذیِ مُختار جہنم میں ہے اِک مار ہم نامِ شدید آنکھ ہر اِک کوہِ گراں بار
تن زہر، نگہہ قہر، صدا صور، زباں نار اِک قطرۂ زہر اُس کا کرے خلق کو مسمار
حیدرؑ کے مخالف کے لئے قہر ہے اُس کا
۴۵ ہر دشمنِ زہرؑا کے لئے زہر ہے اُس کا

منہ پھیر کے ظالم نے کہا ہاں شہِؑ دیں ہو کچھ صاحبِ دولت ہو نہ تم تخت نشیں ہو
شہ اپنا یزید آج ہے تم کچھ بھی نہیں ہو نادیدہ سُخن اُس سے کہو جس کو یقیں ہو
مضموں یہ پُرانے ہوئے عالم نے سُنے ہیں
یہ حشر کے قصّے تو بہت ہم نے سُنے ہیں

www.emarsiya.com

٤٦

یہ سُنتے ہی جرّار کے دل کو نہ رہی کل   قبضے پہ رکھا ہاتھ گرجنے لگے بادل
پھر سانس کی صورت ہوئی جانوں کی چلا چل   مردم تو ہیں کیا شیر ہوئے آنکھ سے اوجھل
مظلوم نے دیکھا جو ذرا ترچھی نظر سے
٤٧ خوں چھوٹ پڑا کوہِ بدخشاں کے جگر سے

ناگاہ چلے تیر، بجا طبل، ہلا چرخ   لشکر پہ بڑھا شیر، گری برق، جُھکا چرخ
غُل تھا کہ اُٹھا درد، بڑھا قہر، گرا چرخ   بھاگو کہ گئی جان، چلی تیغ، پھرا چرخ
واں بھی نہ کسی کی صفِ لشکر میں چلی تھی
٤٨ لو، کھنچ گئی وہ تیغ جو خیبر میں چلی تھی

اِک دم میں نہ اب چرخ کا ایواں ہے نہ کیواں   زُہرہ صفتِ دیدۂ ہاروت ہے حیراں
پر رشتۂ اُلفت کا قضا نے کیا ساماں   پشتِ فلکِ پیر میں دُنبل ہوا سرطاں
صف بستہ ملائک پئے تسلیم بڑھے ہیں
٤٩ سلطانِ عرب شاہؑ ہُدا رن پہ چڑھے ہیں

ہر آس ہوئی یاس تو ارماں ہوئے حرماں   سُنبل کی روشِ گلشنِ ہستی ہے پریشاں
بہرام و فلاطوں پہ لبِ گور وہ بے جاں   بُقراط کو ہے دشتِ جنوں خطۂ یوناں
ہر اہلِ خرد ورطۂ تخئیل میں ڈوبا
٥٠ موسیٰؑ کے تصور سے فلک نیل میں ڈوبا

زندوں کے لہو خشک ہیں مُردوں کے کفن تر   پیرا تنِ مرحب کے لہو میں سرِ عنتر
کیا خاک کے چھینٹوں سے ہوا چرخِ کہن تر   عقرب کے پسینے سے ہے ہر سانپ کا من تر
کیا موذیوں کی جان ستم جھیل رہی ہے
ہر سانپ کی صورت پہ قضا کھیل رہی ہے

www.emarsiya.com

۵۱

محشر ہے سُنو نامِ پسر باپ کو بھولا بارے گُلِ تازہ چمنِ دہر میں پھولا
بچوں کی طرح پیرِ فلک مہد میں جھولا گردوں کی طرح گرد پھری بن کے بگولا
بدلے گئے رستے یہ زمیں رن کی ہلی ہے
۵۲ مُردوں کو بھی مَر مَر کے رہِ گور ملی ہے

اژدر تو مہیّا ہیں کہ چل دیجے دروں سے آمادہ ہیں روحیں کہ نکل جائیں گھروں سے
ہر صف میں ہے یہ شور کہ ہشیار سروں سے چلّائے فرشتے کہ خبردار پروں سے
جس وقت کہ یہ حشر اُٹھانے کو جُھکیں گے
۵۳ پھر صُور بجا، یا تو سرافیل پُھکیں گے

یہ عزمِ صفِ رزم جو فرمائے ہوئے ہیں شب دیز فلکِ سیر کو گرمائے ہوئے ہیں
پر نقشِ قدم چاند کو شرمائے ہوئے ہیں کیلیں دلِ سیّار کو برمائے ہوئے ہیں
چلتے ہوئے دیکھا نہ فرس جن و ملک نے
۵۴ پایا نہ جوانی کی طرح پیرِ فلک نے

معشوق کو پیار آتا ہے رہوار کے اوپر سیماب تڑپ جاتا ہے رفتار کے اوپر
پانی کی طرح پھرتا ہے تلوار کے اوپر مچھلی کی طرح تیرتا ہے دھار کے اوپر
پُتلی کو نہ آزار ہو رفتارِ فرس سے
۵۵ لچکے نہ ذرا تارِ نظر بارِ فرس سے

سُرعت کے مضامیں میں مجھے فکر تھی بارے بے ساختہ سدرہ سے یہ جبریل پکارے
اِک چوٹی کا مضموں ہے خزانے میں ہمارے پھر کرنے لگے سوئے مہِ نو یہ اشارے
اب قطعِ مسافت کا الم کیا ہے فلک کو
یہ نعل اُڑائے ہوئے پھرتا ہے فلک کو

www.emarsiya.com

۵۶

دو گام اِسے راہِ فنا راہِ بقا ہے   رے کی نہ ہو تکرار، تو رہوار ہوا ہے
سائے کی بھی آہٹ اُسے اُکھڑ کی صدا ہے   کیا راکب و مرکب کو شہادت کی ہوا ہے
رخش آتا ہے گلشن میں نکھار آتا ہے جیسے
۵۷ شہؑ آتے ہیں معشوق پہ پیار آتا ہے جیسے

انداز میں پرواز میں جرّہ سے زیادہ   جلوہ مہہِ پیشانی میں غُرّہ سے زیادہ
کلغی میں چلا مہر کے طُرّہ سے زیادہ   آواز کا مد اُس کو ہے دُرّہ سے زیادہ
کس حُسن سے جینے کی ثنا آج بندھی ہے
۵۸ ہے سب کو اچنبا وہ ہوا آج بندھی ہے

جنت کی ہوا میں جو یکایک ہوا جولاں   رہوار پری بن گیا زیں تختِ سلیماں
صرصر نے قدم چوم کے کتنا کہا ہاں ہاں   بن بن کے ہوا خواہ ہوا بولی میں قرباں
پرکُھل گئی اِک جست میں سب سلسلہ بندی
۵۹ نے عرض تھا، نے طول، نہ پستی نہ بلندی

عکس اُن کا پڑا مہرِ درخشاں کی جبیں پر   یا برق گری خرمنِ خورشیدِ مبیں پر
یا چھائی گھٹا نور کی افلاکِ بریں پر   بوندوں کے عوض تاروں کا مینہہ برسا زمیں پر
یہ حرف لبِ شوکت و اجلال سے نکلا
۶۰ خوشید دوئم مشرقِ اقبال سے نکلا

اِک مرتبہ ہیبت سے یہ لاغر ہوئے اعدا   غنچہ میں گلستانِ جناں ذرّہ میں دنیا
در آیا ستاروں میں فلک قطرہ میں دریا   جیسے بہ مَشکل ایک دل اور لاکھ تمنّا
دیکھا جونہی اُس مالکِ شمشیر کا پنجہ
نے گُرگ کے دنداں رہے نے شیر کا پنجہ

www.emarsiya.com

٦١

طبل و دُہل و بوق کو سکتہ ہوا ڈر سے　　اور تاج اُڑے مثلِ ہُما شاہوں کے سر سے
خنجر گرے کُھل کُھل کے شجاعوں کی کمر سے　　ثابت ہوئے مرّیخ و زحل فتنہ و شر سے

خورشید و مہِ نو نے کہا چرخِ بریں پر
٦٢ اب کھول کے رکھ دو سپر و تیغ زمیں پر

انساں ہمہ تن چشم بنے بہرِ تماشا　　رن میں اُتر آئے ملکِ عالمِ بالا
حاضر کہیں یوسفؑ کہیں عیسیٰؑ کہیں موسیٰؑ　　موجود کہیں ہاجرہؑ و مریمؑ و حوّاؑ

استادہ تھی بلقیس سلیمانؑ کے پیچھے
٦٣ جنت بھی چلی آتی تھی رضوان کے پیچھے

جنّات میں غُل تھا یہ سلیمانؑ ہے سلیماںؑ　　قَسمیہ تھے رومی کہ ہے اسکندرِ دوراں
مصری یہ جھگڑتے تھے کہ ہے یوسفِؑ کنعاں　　کہتے تھے یہودی کہ یہ ہے موسیٰؑ عمراں

عیسائی دھرے دستِ سلام اپنی جبیں پر
٦٤ کہتے تھے مسیحا اُتر آیا ہے زمیں پر

یاں تازیِ غازی سے ظفر بولی سنبھل جا　　اور اژدرِ نیزہ سے کہا سب کو نگل جا
دی ماہیِ شمشیر کو آواز اُچھل جا　　فتنے سے کہا تُو کہیں اِس وقت نکل جا

جبریل پکارے ترے صدقے میں خوزادے
٦٥ ہاں معرکہ بدر کا رنگ آج دکھا دے

تلوار تھی جرّاح تو مجنون وہ بد خو　　سودا کے لئے کھولتی تھی فصدِ سرِ دو
بُحران کی مانند غُل اور شور تھا ہر سُو　　صفرا کے لئے تیغِ تُرش رو ہوئی دارُو

دق ہونے سے دل ضیق میں تھے فوجِ عدو کے
صفرا کو بھی سودا ہوا جلنے سے لہو کے

www.emarsiya.com

٦٦

ہر زخمِ عدو بن گیا طوفان کا تنوّر یہ کشتیِ دریائے عدم تھی ہمہ تن نُور
طُرفہ تھا یہ شاخِ شجرِ طُور کا دستور پانی کوتو آگ اُس نے کیا آگ کو کافور
وہ اہلِ قلم ہے کہ قلمرو میں جہاں ہے
٦٧ منہ کھولے تو چاقو سے سوا چاق زباں ہے

جو گُل ہے ہوا خواہ بہار اُس کے لئے ہے جو نقشِ وفا سمجھے نگار اُس کے لئے ہے
جو باغیوں میں جیتا ہے ہار اُس کے لئے ہے پانی پہ جو قابض ہے یہ نار اُس کے لئے ہے
چلّائے گہر ہائے جلے پانی میں توبہ
٦٨ ترتے ہوئے کہتے ہیں گلے پانی میں توبہ

داغی ہیں جگر جیسے کلیجے سپروں کے تالاب نظر آتے ہیں اعدا کے گھروں کے
ہاتھوں کے ہیں انبار ذخیرے جگروں کے کُشتوں کے اِدھر پُشتے اُدھر ڈھیر سروں کے
رستہ جو نہ تھا ہونٹوں پہ ہی جان رُکی تھی
٦٩ ملتی جو کہیں راہ قضا بھاگ چکی تھی

بھولے تھے فریب و حسد و مکر کو کیدی خود موت کے پنجے میں گرفتار تھے صیدی
مُرغانِ مہ و مہر عدم میں ہوئے قیدی تھی چرخ کے بیضہ میں نہ زردی نہ سپیدی
پھرتی تھی فقط مہر کے بدلے نظر اُس کی
٧٠ شہروں میں پھری چاند کی صورت خبر اُس کی

جُھکنے میں اصالت ہے چمکنے میں تجلّا خَم خُم میں مہِ عید سے جھکتا ہوا پلّہ
یوں اُنگلی کو لپٹے کہ ہو ہر دل کو تولاّ جس طرح کہ پیارا کسی معشوق کا چھلّا
یہ گھاٹ تھا اُس میں کہ عجب خوف بڑھا تھا
دن چرخ پہ سورج کی چمک لے کے چڑھا تھا

www.emarsiya.com

۷۱

بہکی میں نہ آئی وہ بہکتی ہوئی آئی   موت آئی تو بے شک، پہ دبکتی ہوئی آئی
جان آئی لبوں پر پہ جھجکتی ہوئی آئی   ہچکی بھی جو آئی تو ہچکتی ہوئی آئی
کافی ہے صدا روک کی اور ٹوک کی خاطر
پھرتی ہے زبانوں پہ فقط نوک کی خاطر

۷۲

کیوں منزلت اس کی ہو نہ قرآں کی طرح سے   جبریلِ امیں لائے ہیں ایماں کی طرح سے
آجائے جدھر ترچھی نظر بانکی طرح سے   فوجوں کو اُلٹ دے صفِ مژگاں کی طرح سے
اِس حُسن پہ پھر خُلق و تواضع کی دَھنی ہے
حیدرؑ سے جواں مرد کی خاطر یہ بنی ہے

۷۳

تیغ آئی قضا پر کہ دہن میں بھی تھی گویا   ہر سُو تھا یہی غُل اِسے کھایا اُسے کھویا
گر خواب میں بھی دیکھ لی یہ تیغ تو رویا   آئینہ ہوا یوں رُخِ اسلام کو دھویا
کہنے کو تو بل کھاتی ہے خوں پیتی ہے تلوار
کھائے نہ پیئے دیکھ کے رن جیتی ہے تلوار

۷۴

ناگاہ اُٹھا شور کہ سرورؑ کی دہائی   مارا ہمیں اِس تیغ نے حیدرؑ کی دہائی
اُمّت ہوئی برباد پیمبرؐ کی دہائی   بندے ہوئے ہم خالقِ اکبر کی دہائی
بخشو ہمیں اکبرؑ کی جوانی کا تصدّق
معصوم کی خوشکیدہ زبانی کا تصدّق

۷۵

بے رحموں پہ رحم آگیا شاہِؑ دوسرا کو   طاعت کا خیال آیا شہِؑ کرب و بلا کو
کاٹھی میں رکھا چوم کے شمشیرِ خدا کو   فرمایا کہ اب نکلے گی تُو روزِ جزا کو
دنیا سے گئے خُلد کو سب صاحبِ شمشیر
اِس گھر میں نہ ہوگا کوئی اب صاحبِ شمشیر

www.emarsiya.com

۷۶

ناگاہ بڑھے چاروں طرف سے ستم اطوار برچھیت چپ و راس پس و پیش کماں دار
تیغوں کا اُٹھا ابر، ہوئی تیروں کی بوچھار گویا دہنِ زخم سے پیدا تھا ہر اِک بار
مرجائیں گے خود نیزہ و شمشیر نہ مارو
۷۷ دم لینے دو اِک ساتھ تو سو تیر نہ مارو

زخمی تھا جگر قلب تھا تیروں کا نشانہ تکتے تھے ہر اِک شخص کا منہ شاہِؑ یگانہ
بازو پہ لگی تیغ جدا ہو گیا شانہ غش کھا کے ہوئے زیبِ زمیں شاہِؑ زمانہ
گرتے ہی لگا وار قفائے شہِؑ دیں پر
۷۸ سجدے کے لئے جُھک گئے مقتل کی زمیں پر

یاں فدیہِ معبود تھے اور یادِ الٰہی بالیں پہ پئے ذبح فراہم تھے سپاہی
منظور تھی سادات کے بیڑے کی تباہی پر تیر لگانے میں توقف کی مناہی
ہلتے تھے جگر رعبِ شہنشاہِ عرب سے
۷۹ نزدیک نہ آتا تھا کوئی پاسِ ادب سے

اُس غول میں تھا ایک جواں مرد نمودار بصرے سے چلا تھا پئے قتلِ شہِؑ ابرار
دولت کی ہوا میں تھا جہنم کا طلبگار کس شوق سے بڑھنے لگا وہ تول کے تلوار
اِک دم میں مگر خادمِ دیرینہ ہوا وہ
۸۰ صورت پہ نظر کرتے ہی آئینہ ہوا وہ

کس درد کی آواز سے بولے شہِؑ عادل بھائی تُو مرے خون میں کیوں ہوتا ہے شامل
یاں آپ کوئی دم ہے کہ بے جاں ہے یہ بسمل اِس یاس کی باتوں پہ جگر ہوگیا گھائل
نعلین کے بوسے تھے کبھی پاؤں پہ سر تھا
گردوں کی طرح دم میں بِلا گرد قمر تھا

www.emarsiya.com

۸۱
دل نورِ تولاّ سے ہوا وادیِ ایمن ہر طرح کیا دولتِ ایمان نے ایمن
سب داغِ گنہہ دھوگئی چمکا رُخِ روشن ابرِ کرم و لطف ہوا خضر کا دامن
اِک دم میں کدھر لے گئی تقدیر کدھر سے
فردوس میں داخل ہوا وہ راہِ سقر سے

۸۲
بولا مرے سیّد مجھے ذلّت سے بچا دے اے موت کے عاشق مجھے مرنے کی رضا دے
اے خضر کے رہبر مجھے رستے سے لگا دے شہؑ بولے کہ بھائی یہ گماں ویسے بھلا دے
باہر تری خدمت سے یہ ناکام نہیں ہے
پر کیا کریں محضر میں ترا نام نہیں ہے

۸۳
اس دشت، پُر آشوب سے تُو جلد ہو راہی نزدیک ہے احمدؐ کے سفینے کی تباہی
ہے خوفِ نزولِ غضب و قہرِ الٰہی تڑپیں گے کوئی دم میں برابر مہ و ماہی
فریاد کو سُن کر جو نہ امداد کریں گے
مرجانے پہ یہ وقت بہت یاد کریں گے

۸۴
پر دیکھئے اعجازِ عطائے شہِؑ والا وہ خون بھرا ہاتھ گریبان میں ڈالا
پردے سے چمکتا ہوا یاقوت نکالا فرمایا کہ اے بندۂ اللہ تعالیٰ
حالِ دمِ رخصت نہ تجھے یاد رہا تھا
کہہ چلتے ہوئے کیا تری دختر نے کہا تھا

۸۵
لے ہم تری دختر کے لئے دیتے ہیں سوغات پر جلد خبر لے کہ تڑپتی ہے وہ دن رات
ہیں سخت ترے ہجر میں بچّی پہ صعوبات میں درد رسیدہ ہوں مجھے شاق ہے یہ بات
ہے داغ تری طرح ہمارے بھی جگر پر
اِک دُخترِ بیمار کو چھوڑ آئے ہیں گھر پر

www.emarsiya.com

۸۶

بیمار تھی شدّت سے وہ گردوں کی ستائی　　کیا جانیئے غُربت میں دوا پائی نہ پائی
مدّت ہوئی اب تو کہ خبر بھی نہیں آئی　　شاید کہ مرے ہجر میں جاں اُس نے گنوائی
رو رو کے مِرے غم میں قضا کر گئی صغراؑ
اُٹھا نہ جدائی کا قلق مر گئی صغراؑ ۸۷

یہ کہتے تھے جو شمر بڑھا کھینچ کے تلوار　　اور سجدۂ آخر میں جھکے سیّدِ ابرارؑ
آگے جو ہوا ظلم نہیں قابلِ اظہار　　ڈر ہے کہ نہ بے ہوش ہوں حضرتؑ کے عزادار
سُن لے وہ جفائیں یہ کہاں تاب بشر میں
کافی ہے یہ مضموں کہ اُٹھا درد جگر میں ۸۸

زینبؑ یہ بیاں کرتی تھی بکھرائے ہوئے بال　　در پیش ہے ذبحِ پسرِ ہاجرہؑ کا حال
وہ ہاجرہؑ کا لال تھا یہ صابرہؑ کا لال　　پر فرق ہے اتنا یہاں قاتل ہے بد افعال
اے عرشیو سیّد کو بچانے نہیں آتے
جبریلِ امیں خُلد سے دُنبہ نہیں لاتے ۸۹

قاتل نے اِدھر سر تنِ سرورؑ سے اُتارا　　جابر نے عمامہ سرِ اطہر سے اُتارا
مالک نے زرہ جامہ کو پیکر سے اُتارا　　اسحاقؔ نے کُرتا تنِ بے سر سے اُتارا
لاشہ جو سلیمان کا تھا دیووں کے بس میں
اُنگلی بھی ہوئی قطع انگوٹھی کی ہوس میں ۹۰

تھی زینبؑ بیکس کی دُہائی مِرے بھائی　　پردیس میں یوں آنکھ پھرائی مِرے بھائی
تم سو گئے میں آنے نہ پائی مِرے بھائی　　اُٹھو مرے بھائی، مرے بھائی، مرے بھائی
یہ گُل سا بدن خاک پہ مُرجھائے گا بھائی
خیمے میں چلو دھوپ میں غش آئے گا بھائی

www.emarsiya.com

۹۱

صدقے گئی خواہر کے کھلے سر کو تو دیکھو اے بھائی ذرا جلتے ہوئے گھر کو تو دیکھو
زخمِ کمرِ عابدؑ مضطر کو تو دیکھو منہ سُرخ ہے سجّادؑ کے دلبر کو تو دیکھو
لو جاتی ہوں رُکنے کی اجازت نہیں بھائی
ہے ہے مجھے رونے کی بھی مہلت نہیں بھائی

۹۲

اے خاک اِسے نرم بچھونے پہ سُلانا اے مہرِ مبیں دھوپ میں تُو چتر لگانا
اے بادِ صبا لاشے پہ رومال ہلانا اے بے کفنی جسمِ برہنہ کو چھپانا
اے یاس محمدؐ کے نواسے سے خبردار
اے نہر کئی روز کے پیاسے سے خبردار

۹۳

بس بزمِ حزیں احمدؐ و زہراؑ ہوئے بے ہوش ہلتا ہے عزا خانہ یہ رقّت کا ہوا جوش
زہراؑ کو غش آیا ارے خاموش ہو خاموش آقا سے ہوئے سُرخرو یہ مردِ سیہ پوش
دُنیا میں نصیب اِن کو یہ ملبوسِ حرم ہے
اور روزِ جزا سایۂ دامانِ حرم ہے

www.emarsiya.com